Fikr-o-Nasar (Islamabad) 27:3 (1990)

نام کتاب : سیاحت ممالک اسلامیہ
(نواب بہادر یار جنگ کا روزنامچہ)
ترتیب و تدوین : شاھد حسین رزاقی
ناشر : بہادر یار جنگ اکادمی ۔ سراج الدولہ روڈ،
بہادر آباد ۔ کراچی ۔ ۵
صفحات ۴۵۶
قیمت : ایک سو روپے

آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاسوں کے شعلہ بیان مقرر، آل انڈیا سٹیٹس مسلم لیگ کے سربراہ اور مجلس اتحاد المسلمین (دکن) کے کرتا دھرتا نواب بہادر یار جنگ (م ۱۹۴۴ء) نے ۱۹۳۱ء میں فریضۂ حج ادا کیا اور ممالک اسلامیہ ۔ فلسطین، شام، لبنان، مصر، ترکی ، عراق، ایران اور افغانستان ۔ کی سیاحت کرتے ہوئے سات ماہ بعد واپس وطن آئے ۔ یہ وہ دور تھا جب یہ مسلم ممالک اپنی تاریخ کے ایک اہم مرحلے سے گزر رہے تھے ۔ جدید اور قدیم کے مابین کشمکش جاری تھی ۔ رضا شاہ پہلوی اور مصطفی کمال اتاترک کامیابی سے جدید تصورات زندگی کو عملی جامہ پہنا رہے تھے ۔ افغانستان میں امان اللہ خان کی جدیدیت کی کوششیں ناکام ہو چکی تھیں اور ملک خانہ جنگی کے مرحلے سے گزر کر پر سکون ہو چکا تھا ۔ عرب ممالک یورپی استعماری طاقتوں کے زیر انتداب تھے اور فسلطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنانے کے لیے کوششیں جاری تھیں۔ مصر میں قومی تحریک جڑ پکڑ رہی تھی ۔ اس پس منظر میں جب وطنی قومیت کے جذبات مضبوط تھے اور سیکولرزم کا فلسفہ زندگی برگ و بار لا رہا تھا ، نواب بہادر یار جنگ اس صاحب درد گروہ

میں سے تھے جو ممالک اسلامیہ کو باہم متحد دیکھنے کا خواب دیکھتا تھا اور جس کی سیاست کا مرکز و محور مذہب تھا۔

نواب بہادر یار جنگ اپنی سیاحت کا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ھیں :

,میرا اولین مقصد تو فریضۂ حج ادا کرنا تھا ۔ دوسرے جنگ عظیم کے پیدا کیے ہوئے انقلابی حالات میں، جن کا اسلامی دنیا پر زبردست اثر پڑا تھا، مختلف اسلامی ممالک کے سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور تمدنی حالات اور دینی و فکری رجحانات کا براہ راست مشاہدہ و مطالعہ کرنا اور تیسرے یہ معلوم کرنا کہ خود اسلامی ممالک کے مسلمانوں میں اسلامی اتحاد و اخوت کا جذبہ کس حد تک موجود ہے اور اس کے فروغ واستحکام کے امکانات کہاں تک ھیں، (ص ۴۵)

چنانچہ انہوں نے اس سفر میں مسلم اکابر سے ملاقاتیں کیں ۔ ان اکابر میں حکمران، سیاست دان اور سربرآوردہ علماء سب ھی شامل ھیں ۔ تاھم ان کا سفر صرف ملاقاتوں تک محدود نہ رھا بلکہ وہ جس شہر میں گئے وھاں کی کماحقہ، سیر کی اور تمام اھم اور تاریخی آثار کا معائنہ کیا ۔ کتب خانے، تعلیمی ادارے، کارخانے، باغات، سیرگاھیں، عجائب گھر، مساجد، مقابر اور بازار بھی ان کی توجہ کا مرکز رھے ۔ اس لیے ان کا زیر نظر روزنامچہ محض سیاسی مباحث و مذاکرات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں تاریخ اور سماجیات پر دلچسپ معلومات آ گئی ھیں ۔

۱۹۳۱ء میں لکھا گیا روزنامچہ ۵۷ سال بعد زیور طباعت سے آراستہ ہوا ہے ۔ جہاں تک ذرائع رسل و رسائل کی مشکلات اور

ممالک اسلامیه کے اقتصادی حالات کا تعلق ہے یہ بہت حد تک بدل چکے ہیں تاہم ان ممالک کا سماج ، اپنی مشرقی اسلامی اقدار سے اسی طرح وابستہ ہے۔ مصر کے بارے میں نواب بہادر یار جنگ کا تاثر تھا کہ :

,شہری تعلیم یافتہ طبقہ مغربی تہذیب و معاشرت سے متاثر ہے لیکن فلاحین (کاشت کار) جو آبادی کی بڑی اکثریت ہیں ۔ اپنی قدیم مشرقی اور اسلامی تہذیب پر قائم ہیں ، (ص ۴۷)

آج بھی صورت حال اس سے مختلف نہیں ۔

اسی طرح ترکی کے بارے میں ان کے مشاہدات کا نچوڑ یہ تھا کہ :

,جمہوریہ ترکیہ کی بنیاد قومیت اور وطنیت کے تصور پر رکھی گئی اور مغربی تمدن و معاشرت اور لادینی افکار پر جدید ترکیہ کی تعمیر کی گئی ۔ اس تبدیلی کا یہ مطلب نہیں کہ ترک مسلمان نہیں رہے ۔ ترک اب بھی اسلام کے شیدائی اور اس کے لیے جان فدا کرنے والی قوم ہیں ، (ص۴۹) ۔

بہادر یار جنگ کو جن شخصیات سے ملاقات کا موقع ملا ان کے بارے میں اپنی رائے بھی ظاہر کی ہے۔ ان کی یہ آراء کافی دلچسپ ہیں ۔ افغانستان کے سابق شاہ امان اللہ خان سے ان کا تبادلۂ خیال ہوا اور مختلف افغان اصحاب رائے سے امان اللہ خان کی پالیسی پر گفتگو رہی گو وہ شاہ امان اللہ خان کی اصلاحات کے طریقۂ نفاذ سے خوش نظر نہیں آتے مگر ان کے مخالفین بالخصوص ملا شور بازار کی سرگرمیوں کے بھی زبردست ناقد ہیں ۔

ایران میں ان کی ملاقاتیں معروف اہل علم آقای دهخدا اور آقای سعید نفیسی سے ہوئیں ۔ سعید نفیسی صاحب سے نسبتاً طویل نشستیں رہیں ۔ ۱۹۳۱ء میں یہ بزرگ برصغیر کی تقسیم کے بارے میں

اپنی رائے رکھتے تھے ۔ ان کا نظریہ تھا کہ :

,ہندوستان کے مسلمان جنوب، مشرق و جنوب مشرق سے نکل کر ہند کے شمال مغربی علاقوں یعنی پنجاب، سندھ، بلوچستان، سرحد و کشمیر میں جمع ہو جائیں اور یہاں ایک اسلامی جمہوریہ کی داغ بیل ڈالیں اور باقی ہندوستان ہندوؤں کے لیے چھوڑ دیں تو پھر ایران، افغانستان اور شمال مغربی ہند کا اتحاد ایک کامل اسلامی اتحاد ہو سکتا ہے ، (ص ۲۶۴)

نواب بہادر یار جنگ کا یہ روزنامچہ محفوظ رہا مگر مصر سے متعلق ان کی یادداشتیں کہیں ادھر ادھر ہو گئی ہیں ۔ اس کمی کو جناب مرتب نے یوں پورا کیا ہے کہ نواب موصوف کا ایک مفصل نوٹ ، جو انہوں نے مصر کے بارے میں لکھا تھا ، بطور ضمیمہ شامل کر دیا ہے۔ اسی طرح مصر کے اخبارات میں نواب بہادر یار جنگ کے بارے میں جو خبریں اور مضامین شائع ہوئے، بھی شامل کر لیے گئے ہیں ۔ ایک ضمیمہ خواجہ حسن نظامی کی اس تحریر پر مشتمل ہے جو انہوں نے نواب بہادر یار جنگ سے ملاقات کے بعد اپنے اخبار ,منادی، میں شائع کی تھی اور نواب بہادر یار جنگ کی مفصل سیاحت کے پیش نظر انہیں ، نواب ابن بطوطہ، کا خطاب دیا تھا ۔

روزنامچے کی زبان سادہ اور کہیں کہیں پر مذاق جملے اور اقتباسات بھی موجود ہیں ۔ خاصے کی چیز ,مقدمہ، ہے جو مرتب جناب شاھد حسین رزاقی نے نواب بہادر یار جنگ کی تحریروں سے مرتب کیا ہے۔ بعض الفاظ اور اصطلاحات عام قاری کے لیے نامانوس ہیں گو یہ پچاس ساٹھ سال پہلے کے حیدر آباد میں متداول رہی ہیں ۔ مختصر یہ کہ زیر نظر سفرنامہ اپنی تاریخی اور معلوماتی قدر و قیمت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ پڑھا جائے اور ممالک اسلامیہ کی

معاشرت و سیاست کو سمجھنے میں اس سے مدد لی جائے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اردو میں شائع ہونے والی اکثر کتابوں کی طرح یہ بھی کتابت کی اغلاط سے پاک نہیں۔

اختر راہی